عہدنبوی کے مدارس کی مختصر تاریخ

ڈاکٹر عتیق امجد [1]

ABSTRACT

'Knowledge' gives birth of the process of 'imparting knowledge' which takes a society out of its depths of darkness and depravity and leads it to the enlightened path. Hence imparting knowledge or teaching is a social process and the center and hub of this process is the 'Madrisah.' The Madrisah is the center where a student learns and develops the best of character and manners, forms the right opinions, and develops noble inclinations. He emerges as a noble individual, a respected citizen, a healer and a guide for others. The society then benefits, learns and finds direction from the light of his noble and righteous disposition. This is why the importance of a Madrisah or learning center in known to every society. Centers of learning hold a great importance in the sight of those who understand and appreciate the meaning and purpose of the Islamic teachings, because Islam is basically about learning and imparting knowledge. Even in olden times when the system of living was devoid of its present organization and connection, people used to say, "It is important for people to appoint a teacher who would impart knowledge to their children and take a fee for it, otherwise people will remain ignorant."The history of religious centers of learning is as old as the history of Islam. When the Prophet, peace be upon him, was bestowed Prophet hood, he first called his people and his tribe to the truth. He invited his tribe to his house and started his work of imparting knowledge. When the order came, he then openly invited everyone to learn and made efforts to educate and train those who accepted his call. He formed centers of learning to teach his followers, although these centers could not be named as institutes are named today because there was no conceptual divide between the religious and the worldly at that time and centers of learning aimed to facilitate both the religious and worldly development of the individual and society. (Even today there is no theoretical divide of the worldly and the religious in Islam but it does exist in the Muslim world, especially in the Indo Pak and institutes are categorized according to this division.) However, since their basis teachings are based on the Quran and the Hadith, therefore they too are included in this analysis and a general overview is presented in this paper.

دینی مدارس کی تاریخ اتنی ہی قدیم ہے جتنی دین اسلام کی تاریخ قدیم ہے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان نبوت کا حکم الٰہی ملتے ہی ''وانذر عشیرتک الاقربین'' ۱؎ کا فریضہ سرانجام دینا شروع کر دیا اور اپنے قبیلہ کے لوگوں کو اپنے گھر دعوت پر بلا کر درس وتدریس اور تعلیم وتربیت کا آغاز کیا ۲؎ بعدازاں جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کا حکم ''فاصدع بما تؤمر'' ۳؎ ملا تو آپ نے اپنے فرائض کی بجا آوری کے لیے اعلانیہ تبلیغ اسلام کا

---

[1] ایسوسی ایٹ پروفیسر شعبہ علوم اسلامیہ، گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج، جڑانوالہ۔

سلسلہ شروع کر دیا اور جو سلیم القلب لوگ اس فطری دعوت پر ''لبیک'' کہنے لگے ان کی تعلیم و تربیت کے لیے آپ نے با قاعدہ ایک نظام مرتب کیا اور با قاعدہ ''درسگاہیں'' قائم کیں اگر چہ ان درسگاہوں کو مروجہ طور پر دینی درسگاہوں کا نام نہیں دیا جا سکتا (کیونکہ اس وقت دین اسلام میں دین و دنیا کی دوئی کا کوئی تصور نہیں تھا اور دین اسلام میں فرد و معاشرہ کی روحانی و دنیوی ترقیوں کا مشترکہ اہتمام تھا اور دین اسلام میں تو اب بھی یہی ہے اگر چہ اب مسلم دنیا بالخصوص پاک و ہند میں دین و دنیا کی دوئی کے تصور کی بنا پر دینی و دنیوی تعلیم، اداروں کو الگ الگ کر دیا گیا ہے) لیکن اس کے باوجود چونکہ ان اداروں میں بنیادی اور لازمی تعلیم قرآن و سنت تھی لہٰذا انہیں دینی اداروں میں شمار کر کے ایک اجمالی ساخاکہ پیش کیا جاتا ہے۔

عہد نبوی امیں ان درسگاہوں کو دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے:

(۱) قبل از ہجرت کی درسگاہیں

(۲) بعد از ہجرت کی درسگاہیں

(۱) قبل از ہجرت کی درسگاہیں:

ان درسگاہوں کو بھی دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے:

۱۔ قبل از ہجرت مکہ مکرمہ کی درسگاہیں

۲۔ قبل از ہجرت مدینہ منورہ کی درسگاہیں

۱۔ قبل از ہجرت مکہ مکرمہ کی درسگاہیں:

ہجرت مدینہ سے قبل مکہ مکرمہ میں مسلمانوں کیلئے کوئی متعین درسگاہیں نہیں تھیں جہاں مسلمان اطمینان و سکون کے ساتھ اسلامی تعلیمات حاصل کرتے ہوں، دراصل مکی دور میں خود رسول اکرم ﷺ کی ذات مبارک ہی دعوت و تبلیغ اور تعلیم و تربیت کا منبع تھی۔ صحابہ کرام ؓ عموماً چھپ چھپا کر ہی اسلامی تعلیمات حاصل کرتے تھے تاہم کفار مکہ کی ستم رانیوں کے باوجود رسول اکرم ﷺ کے علاوہ حضرت ابوبکر صدیق ؓ، حضرت خباب بن ارت ؓ، حضرت مصعب بن عمیر ؓ اور چند ایک دیگر صحابہ ؓ قرآن مجید کی تعلیم و اشاعت میں مصروف تھے مکی دور کی ایسی درسگاہوں اور حلقہ جات کو عموماً دعوت و تبلیغ کے مراکز سے تعبیر کیا جاتا ہے جہاں حالات کی نزاکت اور ضرورت کے مطابق کسی نہ کسی انداز میں قرآن مجید کی تعلیم دی جاتی تھی اور تربیت و کردار سازی کا اہتمام کیا جاتا تھا۔ ذیل کی سطور میں مکی دورِ نبوت کی چند درسگاہوں کا مختصر تعارف پیش کیا جاتا ہے۔ جہاں پر صحابہ کرام ؓ نے کسی نہ کسی حیثیت سے اسلامی تعلیمات کے فروغ اور درس و تدریس کا فریضہ سرانجام دیا۔

الف) مسجد ابی بکر ؓ

مکی دور میں سب سے پہلی درسگاہ حضرت ابوبکر صدیق ؓ کی مسجد ہے یہ مسجد آپ ؓ کے گھر کے سامنے تھی اور اس مسجد میں

آپؐ نماز کے علاوہ تلاوت قرآن مجید

بھی کیا کرتے تھے اور تلاوت کلام عموماً بلند آواز سے فرماتے تھے، مکہ کے کئی کفار کے بچے اور عورتیں آپؐ کی دلکش آواز سن کر وہاں جمع ہو جاتے اور توجہ سے قرآن مجید سنا کرتے جس سے ان کے دل مائل بہ اسلام ہوتے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی مسجد کا تذکرہ صحیح بخاری میں اس طرح ہے۔

"حدثنا یحیی بن بکیر قال: حدثنا اللیث عن عقیل، عن ابن شهاب، قال: اخبرنی عروة بن الزبیر ان عائشة زوج النبی ﷺ قالت لم اعقل ابوی الا وهما یدینان الدین، ولم یمر علینا یوم الا یاتینا فیه رسول الله ﷺ طرفی النهار بکرة وعشیة، ثم بدا لابی بکر فابتنی مسجدا بفناء داره، فکان یصلی فیه ویقرا القرآن فیقف علیه نساء المشرکین وابناء هم یعجبون منه وینظرون الیه، وکان ابوبکر رجلا بکاء لا یملك عینیه اذا قرا القرآن، فافزع ذلك اشراف قریش من المشرکین"[4]

سرداران قریش نے جب اس مسجد کی رونق بڑھتی دیکھی اور لوگوں کو قرآن مجید ذوق وشوق سے سنتے دیکھا تو اس مسجد کو گرانے اور ویران کرنے کے درپے ہوگئے اور اس مسجد کے مدرس حضرت ابوبکرؓ کو اس مسجد کو چھوڑنے پر مجبور کر دیا چنانچہ آپؓ ہجرت کے ارادے سے مکہ چھوڑ کر جانے لگے تو راستے میں قبیلہ قارہ کے سردار ابن دغنہ سے ملاقات ہوئی اور اس نے آپؓ کا ارادہ پوچھ کر آپؓ کو واپس مکہ آنے پر اصرار کیا اور اپنی پناہ میں آپؓ کو واپس لے آئے۔ چنانچہ آپؓ کی ہجرت کا واقعہ اس طرح ہے:

"ان عائشة رضی الله عنہا قالت: لم اعقل أبوی قط إلا وهما یدینان الدین، ولم یمر علینا یوم الا یاتینا فیه رسول الله ﷺ طرفی النهار بکرة وعشیة، فلما ابتلی المسلمون خرج أبوبکر مهاجرا قبل الحبشة حتی اذا بلغ برك الغماد لقیه ابن الدغنة وهو سید القارة فقال: این ترید یا ابابکر رضی الله عنہ؟ فقال ابو بکر: اخرجنی قومی و انا ارید ان اسیح فی الارض و اعبد ربی، قال ابن الدغنه: ان مثلك لا یخرج ولا یخرج، فانك تکسب المعدوم و تصل الرحم، و تحمل الکل، وتقری الضیف، وتعین علی نوائب الحق، وانا لك جار، فارجع! فاعبد ربك ببلادك. فارتحل ابن الدغنه فرجع مع ابی بکر فطاف فی اشراف کفار قریش فقال لهم ان ابابکر رضی الله عنہ لا یخرج مثله ولا یخرج، آتخرجون رجلا یکسب المعدوم، ویصل الرحم ویحمل الکل، ویقری الضیف، ویعین علی نوائب الحق، فأنفذت قریش جوار ابن الدغنه وامنوا ابا بکر رضی الله عنہ وقالوا بن الدغنه: مر ابا بکر رضی الله عنہ فلیعبد ربه فی داره فلیصل ولیقرآ ماشاء، ولا یوئذینا بذلك، ولا یستعلن به فانا قد خشینا آن یفتن آبنائنا ونسائنا، قال ذلك ابن الدغنة لابی بکر رضی الله عنہ، فطفق ابو بکر رضی الله عنہ یعبد ربه فی داره ولا یستعلن بالصلاة ولا القرآة"[5]

مسجد ابوبکرؓ کے مستقل معلم خود حضرت ابوبکرؓ ہی تھے۔ آپؓ کے علاوہ نہ کوئی معلم تھا اور نہ کوئی متعلم البتہ اس مسجد کو تلاوت قرآن حکیم اور اشاعت دین کی مکہ کی اولین درسگاہ قرار دیا جاسکتا ہے جہاں پر مشرکین مکہ کی عورتیں اور بچے قرآن مجید کے پیغام الٰہی کو سنتے تھے اور مائل بہ اسلام ہوتے تھے چنانچہ ابن اسحاق، حضرت عائشہؓ کی سند سے روایت کرتے ہیں:

"عن عائشة رضی اللہ عنہا قالت وكان لابی بكر مسجد عند باب داره فی نبی جمح، فكان يصلی فيه، وكان رجلا رقيقا۔ اذا قرأ القرآن استبكى، فيقف عليه الصبيان والعبيد والنساء۔ يعجبون لما يرون من هئية، فمشى رجال من قريش الى ابن الدغنة، فقالوا: يا ابن الدغنة! انك لم تجر هذا الرجل ليؤذينا! انه رجل اذا صلى وقرأ ما جاء به محمد ﷺ يرق و يبكى، و كانت له هيئة و نحو، فتحن نتخوف على صبياننا ونساءنا وضعفتنا ان يفتنهم، فاته، فمره ان يدخل بيته فليصنع فيه ما شاء"۔ ۶

(حضرت ابوبکر صدیقؓ رقیق القلب انسان ہے۔ جب قرآن پڑھتے تو روتے اس وجہ سے آپ کے پاس لڑکے، غلام اور عورتیں کھڑی ہو جاتیں اور آپؓ کی اس حالت کو پسند کرتے۔ اس پر قریش کے چند آدمی ابن دغنہ کے پاس آئے اور اس سے کہا اے ابن دغنہ! تو نے اس شخص کو اس لیے پناہ دی تھی کہ وہ ہمیں تکلیف پہنچائے۔ وہ ایسا شخص ہے کہ جب نماز میں تلاوت قرآن مجید کرتا ہے جو محمد ﷺ لے کر آئے ہیں تو اس کا دل بھر آتا ہے اور وہ روتا ہے اور اس کی ایک خاص ہیئت اور طریقہ ہے جس کی وجہ سے ہمیں اندیشہ ہے کہ ہمارے بچے، عورتیں اور دیگر لوگ کہیں فتنے میں نہ پڑ جائیں (اسلام قبول نہ کرلیں) اس لیے تو اس کے پاس جا اور اسے حکم دے کہ وہ اپنے گھر کے اندر رہے اور اس میں جو چاہے کرے۔)

چنانچہ ابن دغنہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پاس آیا اور کہنے لگا ابوبکر! یا تو آپؓ اس طریقہ سے باز آجائیں یا پھر میری پناہ مجھے واپس لوٹا دیں، اس پر حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا۔ اے ابن دغنہ! میں نے تیری پناہ تجھے واپس کردی۔ میرے لیے اللہ کی پناہ کافی ہے۔ چنانچہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔

"ثم بدا لابی بكر رضی اللہ عنہ فابتنى مسجدا بفناء داره وبرز فكان يصلی فيه ويقرآ القران، فيتقصف عليه نساء المشركين وآبنائهم يعجبون و ينظرون اليه و كان ابو بكر رضی اللہ عنہ رجلا بكاء لا يملك دمعه حين يقرآ القران، فآفزع ذلك اشراف قريش من المشركين، فارسلوا الى ابن الدغنة فقدم عليهم فقالوا له: انا كنا اجرنا ابا بكر رضی اللہ عنہ على ان يعبد ربه فی داره وانه جاوز ذلك فابتنى مسجدا بفناء داره، واعلن الصلاة والقرآة، وقد خشينا ان يفتن ابنائنا ونساء نافاته، فان احب ان يقتصر على ان يعبد ربه فی داره فعل، وان ابى الا ان يعلن ذلك فسله ان يرد اليك ذمتك فانا كرهنا ان نخفرك ولسنا مقرين لابی بكر رضی اللہ عنہ الاستعلان، قالت عائشة: فاتى ابن الدغنة ابا بكر رضی اللہ عنہ فقال قد علمت الذی عقدت لك عليه، فاما ان تقتصر على ذلك، واما ان ترد الى ذمتی فانی لا احب ان تسمع العرب انی اخفرت فی رجل عقدت له قال

ابو بکر رضی اللہ عنہ: فانی ارد الیك جوارك وارضی بجوار الله"۷

سیرت ابن ھشام کے الفاظ درج ذیل ہیں۔

"فمشی ابن الدغنة الیه فقال له: یاا ابی بکر، انی لم اجرك لتوری قومك، انهم قد کرهوا مكانك الزی امت فیه، وتاذوا بذلك منك، فادخل بیتك. قال او ارد علیك جورك وارضی بجوار الله؟ قال: فاردد علی جواری؟ قال: قد رددته علیك، قالت: فقام ابن الدغنه فقال یا معشر قریش، ان ابن ابی قحانة قد رد علی جواری فشانکم بصاحبکم"۸

پس ثابت ہوا کہ مسجد ابی بکرؓ لوگوں کو دعوت اسلام دینے اور قرآن وسنت کی تعلیمات پہنچانے کا ایک ذریعہ تھی جسے ہم ''درسگاہ'' کہہ سکتے ہیں۔

ب) دارارقم

اس عظیم جامعہ ''دارارقم'' کا پس منظر کچھ یوں ہے کہ آغاز اسلام میں ہادیٔ کائنات ﷺ نے ''حکمت وبصیرت'' سے کام لیتے ہوئے راز داری سے تین برس تک شمع رسالت ﷺ کو تیز اندھیوں اور طوفانوں سے بچاتے ہوئے جلائے رکھنے اور اس ''شمع نبوت'' کے ساتھ ضلالت کے اندھیروں میں ''نور ہدایت'' کی روشنی پھیلانے کی فقید المثال جدوجہد کی...... جو بھی ''پروانہ حق'' اس ''شمع نبوت'' کے پاس آتا تو سرداران قریش کی'' آتش کفر'' بھڑک اٹھتی اور انہیں اپنی ''انسانیت'' مجروح ہوتے دکھائی دینے لگتی۔ لہٰذا انہیں ''پروانوں'' کے ''قتل عام'' کی سوجھی......لیکن دوسری طرف ''رحمۃ للعالمین ﷺ'' انہیں نہایت احسن انداز میں اور بغیر کسی محاذ آرائی کے اپنے ''جلوۂ رحمت'' میں جگہ دیتے گئے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے ان ''وفاشعاروں'' کے لیے ابن ارقمؓ کے گھر ''بیت رحمت'' بنایا جہاں خود آقا دوجہاں ﷺ اور آپ کے پروانے خدائے واحدہ سے اپنا رشتہ بآسانی جوڑ سکیں۔ اس کی نازل کردہ کلام کو سیکھ سکیں اور اس کی خوشنودی ورضامندی کے لیے سربسجود ہوسکیں۔

''دارارقم'' بنومخذوم کے حسین وجمیل نوجوان حضرت ارقمؓ ۹ کی ملکیت میں ایک وسیع محل تھا۔ یہ بیت اللہ الحرام کے جنوب میں کوہ صفا کے دامن میں شمال کی طرف جانے والی سڑک پر تقریباً پچیس گز کے فاصلے پر مغرب کی جانب نکلنے والی گلی میں واقع تھا۔ یہ محل محفوظ اور قلعہ نما تھا جب سرداران مکہ کی زیادتیاں حد سے بڑھیں

تو اس پاکباز ہستی ارقمؓ نے اپنے اس محل کو آقا دوجہاں ﷺ اور صحابہ کرامؓ کی خدمت میں وقف کر دیا۔ امام حاکم نے وہ تحریر بھی درج کی ہے جس کے ذریعے حضرت ارقمؓ نے یہ محل وقف کیا تھا۔ تحریر کے الفاظ درج ذیل ہیں:

"بسم الله الرحمن الرحیم۔ هذا ما قضی الارقم فی ربعه ما حاز الصفا انها صدقة بمكانها من الحرم لا تباع ولا تورث شهد هشام بن العاص ومولی هشام بن العاص۔"۱۰

(یہ وہ فیصلہ ہے جو ارقم نے اپنے محل کے متعلق دیا جو کہ کوہ صفا کے ساتھ واقع ہے۔حرم پاک کے قریب ہونے کے باعث یہ حویلی مثل حرم محترم قرار دی جاتی ہے۔ نہ یہ فروخت ہوگی نہ وراثت میں دی جائے گی۔اس پر ہشام بن عاص اور اس کا مولیٰ گواہ ہیں۔)

چنانچہ آپ ﷺ نے یہ پیشکش قبول فرمائی اور اسے صحابہؓ کی تعلیم وتربیت کی پہلی عام ''درسگاہ'' قرار دے دیا جہاں کمزور اور بے سہارا مسلمان تعلیم وتربیت حاصل کرتے تھے، چنانچہ جلد ہی دارارقم اسلام کی ایک عظیم الشان ''درسگاہ'' بن گیا جہاں پر نہ صرف لوگوں کو دائرہ اسلام میں داخل کیا جاتا تھا بلکہ ان کی مناسب تعلیم وتربیت اور تزکیۂ نفس بھی کیا جاتا تھا۔ابن سعد لکھتے ہیں۔

''کان النبی ﷺ یسکن فیھا فی اول الاسلام وفیھا یدعو الناس الی الاسلام فاسلم فیھا قوم کثیرا''۔۱۱۔

(رسول اکرم ﷺ ابتدائے اسلام میں ہی اس مکان (دارارقم) میں رہتے تھے۔لوگوں کو اسلام کی دعوت دیتے تھے اور بہت سے لوگوں نے یہاں اسلام قبول کیا)

ابن جریر طبری ۱۲؎، امام حاکم ۱۳؎ اور ابن عبدالبر ۱۴؎ نے بھی یہ لکھا ہے کہ دارارقم آغاز اسلام میں ہی مسلمانوں اور اسلام کا مرکز بن گیا تھا۔دارارقم کے مرکز اسلام اور پہلی عام درسگاہ بننے کے بعد مسلمان نہایت اطمینان کے ساتھ کفار مکہ کی نظروں سے اوجھل ہو کر اسلام کی تعلیمات سیکھنے میں مگن ہو گئے۔

اس عظیم درسگاہ میں اب مکہ مکرمہ کے بے کس، زیردست اور غلام اس عظیم دین کی تعلیمات نہ صرف سیکھ رہے تھے بلکہ ان پر عمل پیرا بھی ہو رہے تھے۔تاریخ اسلام کی کتب کے مطالعہ سے یہ واضح ہوجاتا ہے کہ اس درسگاہ میں متعدد صحابہ کرامؓ نے آ کر اسلام قبول کیا۔ابن سعد نے ان صحابہ کرامؓ کے نام بھی لکھے ہیں جو دارارقمؓ میں آ کر رسول اکرم ﷺ کے دست مبارک پر مشرف بہ اسلام ہوئے۔ان صحابہ کرامؓ میں حضرت عمرؓ بن خطاب ، حضرت صہیبؓ، حضرت عمارؓ بن یاسر، حضرت مصعب بن عمیرؓ، حضرت عاقلؓ بن ابی بکر، حضرت ایاسؓ بن ابی بکر اور حضرت خالدؓ بن ابی بکر شامل ہیں۔۱۵؎

الغرض دارارقم ایک ایسی علمی دانشگاہ تھی جہاں اس وقت تک نازل ہونے والی آیات کریمہ کو ذہنوں میں بٹھادیا جاتا اور ان کے مطابق اس درسگاہ میں پڑھنے والے طلبہ کے سیرت وکردار کو سنوارا جاتا، انہیں صبر واستقامت کی دولت سے نوازا جاتا۔ یہ ایک اقامتی ادارہ تھا جہاں رات دن کے مختلف اوقات میں رسول اکرم ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ اپنے ساتھیوں کی تعلیم وتربیت کرتے تھے۔تاریخ اسلام اور کتب سیرت کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ دارارقم میں درج ذیل امور سرانجام دیئے جاتے تھے۔

۱۔ رسول اکرم ﷺ اسلام قبول کرنے والوں کو یہاں قرآن مجید سکھاتے تھے اور ان کی تعلیم وتربیت کا اہتمام کرتے تھے۔

۲۔ یہاں آنے والے لوگوں کو دعوت اسلام دیتے تھے اور جو بھی یہاں آیا فیض ہدایت سے مشرف ہوا۔

۳۔ دارارقم اہل اسلام کے لیے اطمینان قلب اور سکون کا مرکز تھا، بالخصوص یہاں نادار، ستائے ہوئے، مجبور ومقہور اور غلام پناہ لیتے تھے۔

۴۔ یہاں پر ذکر اللہ اور وعظ وتذکیر کا فریضہ بھی مسلسل سرانجام پاتا تھا۔رسول اکرم ﷺ اپنے متبعین کے ساتھ دعائیں بھی

کرتے تھے۔

۵۔ دارارقم میں معلمین و مبلغین کی تربیت بھی کی جاتی تھی اور ان کی کارکردگی کا جائزہ بھی لیا جاتا تھا۔ درس و تدریس اور وعظ و تبلیغ کے پروگرام بھی یہاں تشکیل پاتے تھے۔ اس درسگاہ کے تربیت یافتہ معلمین میں سے حضرت ابوبکرؓ، حضرت خبابؓ بن الارث، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور حضرت مصعبؓ بن عمیر خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

۶۔ دارارقم میں آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے ساتھیوں کے ساتھ مشاورت بھی کرتے تھے اور تمام تر پروگراموں کی مشاورت اسی مقام پر ہوتی تھی گویا دارارقم اس وقت ''دارالشوریٰ'' اور پارلیمنٹ ہاؤس تھا۔

۷۔ دارارقم کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ''درسگاہ'' بنانا ایک تاریخ ساز مرحلہ تھا اور یہ بھی حلف الفضول، حرب الفجار اور عام الفیل جیسا مہتم بالشان واقعہ تھا جس طرح کفار مکہ اپنی معاصر تاریخ کا تعین ان واقعات سے کرتے تھے۔ اسی طرح مسلمان مؤرخین بھی مکی دورِ نبوت میں پیش آنے والے واقعات کا تعین دارارقم میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے داخل ہونے سے قبل اور بعد کے حوالے سے کرتے ہیں۔

مختصر یہ کہ دارارقم کے نام سے شہرت حاصل کرنے والی اس عظیم الشان علمی دانشگاہ کو اسلامی تاریخ میں بڑی اہمیت حاصل ہے یہ مدرسہ ''دارالسلام'' کے بابرکت لقب سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔''۱۶

ج) بیت فاطمہ بنت خطاب

حضرت فاطمہؓ بنت خطاب، حضرت عمرؓ بن خطاب کی ہمشیرہ محترمہ ہیں۔ جنہوں نے آغازِ اسلام میں ہی اپنے خاوند حضرت سعیدؓ بن زید کے ساتھ اسلام قبول کر لیا تھا۔ یہ دونوں میاں بیوی اپنے گھر میں ہی حضرت خبابؓ بن ارت سے قرآن حکیم کی تعلیم حاصل کرتے تھے۔ ایک روز حضرت عمرؓ (اسلام لانے سے پہلے) تلوار نیام سے نکالے قتل رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارادہ لیے نکلے لیکن راستے میں حضرت نعیمؓ نے آپ کو آپ کی بہن اور بہنوئی کی مسلمان ہونے کی خبر کر دی۔ حضرت عمرؓ یہ خبر ملتے ہی انتہائی غصے کی حالت میں اپنی بہن کے گھر پہنچے۔ دروازے پر ہی اپنی بہن اور بہنوئی کو قرآن مجید پڑھتے دیکھا، ابن ہشام میں لکھا ہے۔

ان دونوں کے پاس خبابؓ بن ارث تھے جن کے پاس ایک صحیفہ تھا۔ جس میں سورۃ طٰہٰ لکھی ہوئی تھی جو وہ ان دونوں کو پڑھا رہے تھی۔ ۱۷

سیرت حلبیہ میں حضرت عمرؓ کی زبانی منقول ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے بہنوئی کے گھر دو مسلمانوں کے کھانے کا انتظام کر رکھا تھا۔ ایک خبابؓ بن ارت اور دوسرے کا نام مجھے یاد نہیں، خبابؓ بن ارت نے میری بہن اور بہنوئی کے پاس آتے جاتے تھے اور انہیں قرآن مجید سکھاتے تھے۔ چنانچہ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں جب میں دروازے پر پہنچا۔ ایک جماعت بیٹھ کر صحیفہ پڑھ رہی تھی جو ان کے پاس موجود تھا۔ ۱۸

الغرض بیت فاطمہؓ بنت خطاب کو مکی دور نبوت میں قرآن مجید کی تعلیم واشاعت کا ایک مرکز کہا جاسکتا ہے جہاں کم از کم ایک استاد اور دو طالب علم تھے اور اگر حضرت عمرؓ کے بیان میں لفظ ''قوم'' کو عام معنوں میں دیکھا جائے تو پھر یقینی طور پر اس درسگاہ میں قرآن مجید سیکھنے والوں کی ایک جماعت کا پتہ چلتا ہے۔

د) شعب ابی طالب

مدرسہ ''دارارقم'' کامیابی سے اپنی منزل کی طرف رواں دواں تھا اور یہ اپنا سفر بڑی ''سبک رفتاری'' سے طے کر رہا تھا۔ ''شمع ہدایت'' کے اردگرد بیسیوں پروانے جمع ہو چکے تھے، اور ان میں روز بروز بڑی تیزی سے اضافہ ہو رہا تھا کہ مکہ کے قبائلی سردار اپنی مقبولیت میں کمی ہوتے اور ''رحمۃ للعالمین ﷺ'' کی عظمت کے نعرے برداشت نہ کر سکے اور ان کی یہ خوش فہمی دور ہوگئی کہ وہ اپنے وحشیانہ جبر و تشدد سے اسلام کی اس تحریک کو موت کی نیند سلا دیں گے اور ان کی تمام تدبیریں اور مذموم ہتھکنڈے ناکام ہو گئے اور انہوں نے دیکھا کہ حمزہؓ و عمرؓ ایسے لوگوں نے بھی اسلام قبول کرلیا اور نجاشی کے دربار میں بھی ان کے سفیروں کو ذلت آمیز ناکامی کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ ان چوٹوں نے ان سرداروں کو مزید حواس باختہ کر دیا چنانچہ انہوں نے طویل غور و خوض کے بعد یہ متفقہ طور پر یہ فیصلہ کیا کہ رسول اکرم ﷺ اور ان کے خاندان کو محصور کر کے تباہ کر دیا جائے۔ چنانچہ تمام قبائل نے ایک معاہدہ کیا کہ کوئی شخص خاندان بنی ہاشم سے قربت رکھے گا نہ ان سے خرید و فروخت کرے گا اور نہ ہی ان کے پاس کھانے پینے کا سامان جانے دے گا۔ یعنی آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے خاندان کے ساتھ ہر قسم کا مقاطعہ کرنے کا اعلان کر دیا اور یہ معاہدہ لکھ کر کعبۃ اللہ کے دروازے پر آویزاں کر دیا۔۱۹؎

چنانچہ سردار ابوطالب اپنے خاندان اور آقا ﷺ کے تمام جانثاروں کو لے کر مجبوراً محرم ۷ نبوی سے ۱۰ نبوی تک یعنی تین برس تک ایک گھاٹی میں مقید رہے لیکن اس معاشی و معاشرتی مقاطعہ کے علی الرغم نہایت تنگی و مفلسی کی صورت میں آپ ﷺ نے تعلیم و تربیت کے فریضہ کو ترک نہ کیا اور اپنے جانثاروں کو باقاعدہ تعلیم و تربیت سے ہمکنار کرتے رہے۔ موسم حج میں چونکہ تمام لوگوں کو امن تھا۔ اس لیے موسم حج میں آپ ﷺ شعب ابی طالب سے باہر تشریف لاتے اور مختلف قبائل کو دعوت اسلام دیتے رہے۔ اس عرصہ میں جو بھی سورتیں اور آیات نازل ہوتیں۔ صحابہ کرامؓ کو انہیں یاد کروایا جاتا اور ان کی تعلیمات سے روشناس کیا جاتا۔ اس دوران آپ ﷺ نے اپنے صحابہؓ کی تربیت اور کردار سازی کا کوئی موقعہ ہاتھ سے نہ جانے دیا۔ تقویٰ کی مشق کرنے اور اس صفت کو زیادہ سے زیادہ بڑھانے پر انتہائی زور دیا۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق مضبوط بنانے کے طریقے سکھائے۔ دین حق کی تبلیغ کے طریقے بتائے گئے اور اس سلسلے میں پیش آمدہ سخت ترین حالات میں بھی صبر و استقامت کی تربیت دی گئی۔ غرض یہ کہ ان تین سالوں میں بھی درس و تدریس کا سلسلہ مسلسل جاری رہا۔ اس لیے شعب ابی طالب کو ایک دینی درسگاہ کا نام دیا جاسکتا ہے۔

۲۔ ہجرت مدینہ سے پہلے کے مدینہ منورہ کے اہم مدارس

بیعت عقبہ اولیٰ کے بعد مدینہ منورہ میں اسلام کی اشاعت کا سلسلہ شروع ہوگیا لیکن بیعت عقبہ ثانیہ کے بعد تو اسلام مدینہ منورہ میں انتہائی سرعت و تیز رفتاری کے ساتھ پھیلا۔ بالخصوص مدینہ النبیؐ کے معلم اول حضرت مصعبؓ بن عمیر ۲۰؎ کی خوبصورت اور دلکش دعوت کی بدولت انصار مدینہ کے اوس وخزرج قبائل کے عوام و اعیان جوق در جوق اسلام میں داخل ہونے لگے۔ اور آپ ﷺ کی ہجرت مدینہ سے دو برس پہلے ہی وہاں مساجد کی تعمیر اور قرآن مجید کی تعلیم کا سلسلہ جاری ہو چکا تھا۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں:

ہمارے ہاں رسول معظم ﷺ کی تشریف آوری سے دو سال قبل ہی ہم لوگ مدینہ منورہ میں مساجد کی تعمیر اور نماز کی ادائیگی میں مشغول تھے۔ ان دو سالہ مدت میں تعمیر شدہ مساجد میں نماز کی امامت کروانے والے صحابہ کرامؓ ہی معلم کی خدمات بھی انجام دیتے تھے۔ اسی عرصہ میں مدینۃ الرسول ﷺ میں تین مستقل درسگاہیں بھی قائم ہو چکی تھیں اور ان میں باقاعدہ تعلیم و تربیت کا سلسلہ بھی جاری تھا۔ چونکہ اس وقت تک صرف نماز ہی فرض ہوئی تھی۔ اس لیے قرآن مجید کی تعلیم کے ساتھ ساتھ عموماً نماز کے احکام و مسائل اور مکارم اخلاق کی تعلیم دی جاتی تھی۔ یہ تینوں درس گاہیں اس طرح اہل مدینہ کی دینی ضروریات کو اس انداز میں پورا کر رہیں تھیں کہ مدینہ شہر اور اس کے اردگرد کی بستیوں کے مسلمان آسانی سے وہاں آ کر تعلیم حاصل کر سکتے تھے۔

پہلی درسگاہ شہر کے وسط میں مسجد بنی زریق تھی۔ دوسری درسگاہ مدینہ کے جنوب میں تھوڑے فاصلے پر قبا میں تھی اور تیسری درسگاہ مدینہ کے شمال میں کچھ فاصلے پر ''نقیع الخضمات'' نامی علاقہ میں تھی۔ ان تین مستقل تعلیمی مراکز کے علاوہ انصار کے مختلف قبائل اور آبادیوں میں قرآن مجید اور دینی احکام کی تعلیم جاری تھی اور ان کے معلم و منتظم انصار کے رؤسا اور بااثر حضرات تھے، انہوں نے دین کے فروغ میں بھرپور حصہ لیا بالخصوص انہوں نے قرآن مجید کی تدریس و اشاعت کا معقول انتظام کیا۔ ان ''درس گاہوں'' کا مختصر تعارف درج ذیل ہے۔

الف) درس گاہ مسجد بنی زریق

مدینہ منورہ میں تعلیم قرآن مجید کا اولین مرکز اور درس گاہ مسجد بنی زریق تھی۔ امام ابن قیم اپنی شہرہ آفاق کتاب زاد المعاد میں لکھتے ہیں:

"فاول مسجد قری فیہ القرآن بالمدینۃ مسجد بنی زریق" ۲۱

(مدینہ میں سب سے پہلے جس مسجد میں قرآن مجید پڑھا گیا وہ مسجد بنی زریق ہے)

اس درس گاہ کے معلم اول حضرت رافعؓ بن مالک زرقی قبیلہ خزرج کی شاخ بنی زریق سے تھے، بیعت عقبہ اولیٰ کے موقع پر

مسلمان ہوئے اور دس سال کی مدت میں جس قدر قرآن مجید نازل ہوا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں حفظ کروا دیا تھا جس میں سورۃ یوسف بھی تھی۔ حضرت رافعؓ اپنے قبیلے کے نقیب اور رئیس تھے انہوں نے مدینہ واپس آنے کے بعد فوراً اپنے قبیلے کے مسلمانوں کو قرآن کی تعلیم پر آمادہ کیا اور آبادی کے ایک چبوترے پر انہیں تعلیم دینی شروع کر دی۔ مدینہ میں سب سے پہلے سورۃ یوسف کی تعلیم حضرت رافعؓ نے ہی دی تھی اسی طرح جب مکہ میں سورۃ طٰہٰ نازل ہوئی تو انہوں نے اسے لکھا اور مدینہ لے آئے اور بنی زریق کو اس کی تعلیم دی۔ مدینہ کے پہلے معلم و مقری حضرت رافعؓ ہی تھے بعد میں اسی چبوترے پر مسجد بنی زریق کی تعمیر ہوئی جب رسول اکرم ﷺ مدینہ تشریف لائے تو آپ ﷺ، آپؐ کی تعلیمی و دینی خدمات دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ ۲۲

ب) درس گاہ قبا

دوسری درسگاہ مدینہ منورہ کے جنوب میں تھوڑے فاصلے پر مقام قبا میں تھی۔ جہاں بعد میں مسجد قبا تعمیر ہوئی۔ بیعت عقبہ کے بعد بہت سے صحابہ کرامؓ جن میں کمزور لوگوں کی اکثریت تھی مکہ سے ہجرت کر کے مقام قبا میں آ کر ٹھہرنے لگے۔ تھوڑی ہی مدت میں یہاں ان کی اچھی خاصی تعداد جمع ہو گئی۔ ان میں حضرت سالمؓ مولیٰ ابی حذیفہؓ قرآن مجید کے سب سے بڑے عالم تھے۔ آپ ہی سب کو قرآن مجید سکھاتے تھے اور دین کی تعلیم دیتے تھے۔ نیز نمازوں کی امامت بھی کرواتے تھے۔ یہ تعلیم و تعلم کا سلسلہ جاری تھا کہ رسول معظم ﷺ مدینہ ہجرت کر کے تشریف لے آئے، مدینہ پہنچنے سے قبل جب قبا پہنچے تو مسجد کی تعمیر فرمائی۔

ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت سالمؓ کو قرآن مجید پڑھتے ہوئے سنا تو اظہار پسندیدگی کر کے فرمایا کہ اللہ کا شکر ہے کہ اس نے میری امت میں سالمؓ جیسا قرآن کا عالم و قاری پیدا کیا ہے۔ نیز آپ ﷺ نے صحابہؓ سے فرمایا:

"عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سمعت النبی ﷺ یقول : استقرئوا القرآن من اربعة : من ابن مسعود، وسالم مولی ابی حذیفة، وابی، ومعاذ بن جبل" ۲۳

(حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ تم قرآن مجید عبداللہ بن مسعودؓ، سالمؓ مولیٰ ابی حذیفہؓ، ابیؓ بن کعب اور معاذؓ بن جبل سے سیکھو۔)

اس مدرسہ کے طلبہ کے لیے حضرت ابوخثیمہ سعد بن خثیمہ اوسیؓ کی رہائش گاہ برائے ہاسٹل مختص تھی۔ حضرت ابوخثیمہؓ اپنے قبیلہ بنی عمرو بن عوف کے نقیب و رئیس تھے۔ بیعت عقبہ کے موقع پر مسلمان ہوئے۔ مجرد تھے اس لیے آپ کا مکان خالی تھا۔ لہٰذا اس میں ایسے مہاجرین قیام کرتے جو اپنے اہل و عیال کو مکہ چھوڑ کر اکیلے ہجرت کر کے آ گئے تھے، یا جن کی آل اولاد نہیں تھی۔ اس وجہ سے اس مکان کو "بیت الاعزاب" (کنواروں کا گھر) کہا جاتا تھا۔

رسول اکرم ﷺ ہجرت کے موقع پر قبا میں حضرت کلثومؓ بن ہدم کے مکان میں ٹھہرے تھے۔ اسی کے قریب حضرت ابو

خثیمہؓ کا یہ مکان تھا۔ رسول اکرم ﷺ وقتاً فوقتاً یہاں تشریف لاتے اور مہاجرین کو وعظ و نصیحت کرتے تھے۔ ۲۴۔

پس ثابت ہوا کہ مسجد قبا ایک مدرسہ تھا جو کہ اقامتی تھا اور اس کے استاد و تلامذہ زیادہ تر مہاجرین تھے تاہم مقامی مسلمان بھی اس درسگاہ سے تعلیم حاصل کرتے تھے۔

ج) درس گاہ نقیع الخضمات

ہجرت مدینہ سے قبل مدینہ کی تیسری درسگاہ ''نقیع الخضمات'' کے علاقہ میں تھی جو کہ مدینہ کے شمال میں تقریباً ایک میل کی مسافت پر حضرت اسدؓ بن زرارہ کے گھر میں تھی جو حرہ بن بیاضہ میں واقع تھا۔ یہ علاقہ نہایت سرسبز و شاداب اور پرفضا تھا۔ یہ ادارہ اپنے محل وقوع کے اعتبار سے پرکشش ہونے کے ساتھ اپنی جامعیت و افادیت میں پہلی دونوں درسگاہوں سے ممتاز تھا۔ بیعت عقبہ میں جب انصار نے اسلام قبول کیا تو انہوں نے آپ ﷺ سے مدینہ منورہ ایک معلم بھیجنے کی درخواست کی جسے آپ ﷺ نے قبول فرماتے ہوئے حضرت مصعبؓ بن عمیر کو مدینہ میں معلم بنا کر بھیجا۔ سیرت ابن ہشام میں ہے:

''بعث رسول الله ﷺ معهم مصعب بن عمير بن هاشم بن عبد مناف بن عبد الدار بن قصي وامره ان يقرائهم القرآن ويعلمهم الاسلام ويفقهم فى الدين مكان يسمى المقرى بالمدينة مصعب وكان منزله على اسعد بن زرارة بن عدس'' ۲۵

(جب انصار بیعت کر کے واپس جانے لگے تو رسول پاک ﷺ نے ان کے ساتھ مصعبؓ بن عمیر کو بھیج دیا اور انہیں حکم دیا کہ وہ لوگوں کو قرآن مجید پڑھائیں۔ اسلامی تعلیمات سکھائیں اور ان میں دین کا فہم پیدا کریں۔ چنانچہ حضرت مصعبؓ مدینہ منورہ میں ''قاری مدینہ'' کے لقب سے مشہور ہو گئے۔ حضرت مصعبؓ کا قیام حضرت ابو امامہ اسعدؓ بن زرارہ بن عدس ۲۶ کی رہائش گاہ پر تھا)، کنز العمال میں ہے۔

''عن عبد الرحمن بن كعب بن مالك قال كنت قائد ابى حين ذهب بصره فكنت اذا خرجت معه الجمعة منع التاذين استغفر لابى أمامة أسعد بن زرارة ودعا له فقلت له يا ابت ما شانك اذا سمعت التأذين استغفرت لابى امامة ودعوت له وصليت عليه وقال أي بني ! انه كان اول من جمع بنا قبل قدوم النبى ﷺ فى نقيع الخضمات فى حرة نبى بنياضة قلت وكم كنتم يومئذٍ؟ قال: كنا اربعين رجلا ۲۷''

حضرت مصعبؓ بن عمیر اسی درس گاہ میں متعین ہوئے تھے اور آپؓ کے ہمراہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابن ام کلثومؓ کو بھی مدینہ میں معلم بنا کر بھیجا تھا۔ نیز حضرت اسعدؓ بن زرارہ بھی قرآن مجید اور اسلامی تعلیمات کے عالم تھے۔ لہٰذا تینوں حضرات نے مل کر اس درس گاہ میں تعلیم و تربیت کا سلسلہ شروع کیا۔ حضرت مصعبؓ صدر مدرس کے طور پر کام کرتے تھے۔ نیز امامت کے فرائض بھی

آپ ہی سرانجام دیتے تھے۔ علاوہ ازیں حضرت اسدؓ نے نماز جمعہ کی فرضیت سے پہلے ہی اس درس گاہ میں نماز جمعہ کا اہتمام کیا تھا۔ گویا یہ درس گاہ صرف مکتب اسلامی ہی نہیں تھا بلکہ یہ مرکز اسلام تھا۔ مدینہ کے تمام مسلمان اس مرکز سے خصوصی تعلق رکھتے تھے اور وہ جمعہ کے روز خصوصی طور پر یہاں جمع ہوتے تھے۔ مسلمانوں کے اس مرکز کی بنا پر یہودیوں کے دینی وعلمی مرکز ''بیت المدارس'' کی حیثیت ماند پڑ گئی۔ جہاں یہود مدینہ درس وتدریس، تعلیم وتربیت اور دعا خوانی وغیرہ کرتے تھے۔ چنانچہ اوس وخزرج یہودیوں سے بے نیاز ہوکر اپنے علوم ودینی مرکز سے وابستہ ہوگئے۔ اسلام سے قبل اوس وخزج قبائل میں پڑھنے لکھنے کا رواج بہت کم تھا اور اس طرح وہ یہود کے محتاج تھے۔ البتہ چند لوگ پڑھنا لکھنا جانتے تھے۔ جن میں رافعؓ بن مالک زرقی، زیدؓ بن ثابت، اسید بن حضیرؓ، سعدؓ بن عبادہ، ابیؓ بن کعب وغیرہ شامل تھے۔ ۲۸۔

ان تین درس گاہوں کے علاوہ بھی رسول پاک ﷺ کے ہجرت مدینہ سے قبل مدینہ منورہ کے مختلف علاقوں اور قبائل میں تدریسی وتعلیمی مجالس منعقد ہوتی رہتی تھیں جن میں بنو نجار، بنو عمرو بن عوف، بنو سالم اور بنو عبدالاشہل وغیرہ شامل ہیں اور عبادہؓ بن صامت، عتبہؓ بن مالک، معاذؓ بن جبل، عمرؓ بن سلمہ، اسیدؓ بن حضیر وغیرہ درس وتدریس کے فرائض انجام دیتے تھے۔ ۲۹۔

(2) ہجرت مدینہ کے بعد کی درسگاہیں

آپ ﷺ کے مدینہ منورہ تشریف لانے سے پہلے مدینہ میں مسلمانوں کی بڑی تین درسگاہیں تھیں۔ ہجرت کے بعد مسجد نبوی ﷺ کی تعمیر ہوئی جس میں مرکزی درسگاہ ''صفہ'' کا قیام ہوا اور مدینہ کی تمام درسگاہیں اس مرکزی جامعہ سے منسلک ہوگئیں۔ اس کے ساتھ ہی مختلف قبائل میں اہل علم وقرات بھیجے گئے جو اپنے اپنے علاقوں میں لوگوں کو قرآن مجید اور دین کی تعلیمات سکھاتے تھے۔ عہد نبوی ﷺ میں مدینہ منورہ کے علاوہ مکہ مکرمہ، طائف، یمن، نجران، بحرین اور عمان وغیرہ میں مستقل درسگاہوں کا قیام عمل میں لایا گیا اور ان مقامات کے عمال معلم مقرر ہونے کے ساتھ ساتھ مرکز اسلام مدینہ منورہ سے بھی معلمین تعینات کر کے بھیجے جاتے تھے۔

ا۔ مرکزی جامعہ ''صفہ''

رسول اکرم ﷺ نے مدینہ منورہ تشریف لانے کے بعد سب سے پہلے جو کام کیا وہ مسجد نبویؐ کی تعمیر تھی، مسجد نبوی کے ایک گوشے میں ایک سائبان اور چبوترہ بنایا گیا جسے تاریخ ''صفہ'' کے نام سے پکارتی ہے۔ اس جامعہ صفہ میں وہ مہاجرین صحابہؓ قیام پذیر تھے جو نہ کچھ کاروبار کرتے تھے اور نہ ہی ان کے پاس رہنے کے لیے کوئی گھر تھا، گویا صفہ ان غریب ونادر صحابہ کرامؓ کی جائے پناہ تھی، جنہوں نے اپنی زندگی تعلیم دین، تبلیغ اسلام، جہاد اور دوسری اسلامی خدمات کے لیے وقف کر رکھی تھی۔

تعلیم و تربیت کے طریقے:

مدنی دور نبوت میں اس جامعہ میں تعلیم و تربیت کے دو طریقے تھے ایک غیر مستقل اور دوسرا مستقل، غیر مستقل طریقے کو ہم مختصر دورانیہ کے کورسز (Short Courses) بھی کہہ سکتے ہیں۔ جب کہ مستقل طریقہ تعلیم کو ہم (Permanent Education) کا نام دے سکتے ہیں۔

مختصر مدتی کورس (Short Courses)

اس طریقہ تعلیم کے تحت مختلف نومسلم لوگ اس جامعہ میں تشریف لاتے اور چند دن میں اسلام کی خاص خاص تعلیمات اور ضروری مسائل سیکھتے تھے اور اس کے بعد وہ واپس اپنے قبائل میں جاتے اور وہاں اسلامی تعلیمات کی درس و تدریس کے فرائض انجام دیتے تھے۔ چنانچہ مالک بن حویرث نے اس جامعہ میں بیس روزہ کورس کیا اور اس کورس کی تکمیل پر رسول اللہ ﷺ ہدایات فرمائیں چنانچہ صحیح بخاری میں ہے۔

"عن ابی سلیمان مالك بن الحویرث قال اتینا النبی ﷺ ونحن شیبة متقاربون، فاقمنا عنده عشرین لیلة، فظن انا اشتقنا اهلنا وسالنا لمن تر کنا فی اهلنا فاخبرناه، وکان رفیقا رحیما فقال ارجعوا الی اهلیکم فعلموهم ومروهم وصلوا کما رأیتمونی أصلی. واذا حضرت الصلاة فلیؤذن لکم احد کم ثم لیؤمکم اکبرکم۔"۳۰

(تم اپنے خاندان میں واپس جاؤ اور انہیں شریعت کے احکام سکھاؤ، انہیں نماز کا حکم دو، تم نماز اس طرح پڑھو جس طرح مجھے پڑھتے ہوئے دیکھا ہے اور جب نماز کا وقت ہو جائے تو تم میں سے کوئی اذان دے۔ پھر تم میں سے سب سے زیادہ عالم نماز کی امامت کروائے۔)

اسی طرح وفد عبدالقیس نے رسول اللہ ﷺ کے دست مبارک پر اسلام کی بیعت کی تو آپ ﷺ نے انہیں ادائے خمس، نماز، روزہ اور زکوٰۃ وغیرہ کی تعلیمات سکھائیں اور فرمایا:

"احفظوه واخبروه من وراء کم"۳۱

(تم ان باتوں کو اچھی طرح محفوظ کر لو اور ان تعلیمات کو اپنے خاندان والوں کو دو۔)

مستقل طریقہ تعلیم (Permanent Education)

دوسرا طریقہ تعلیم مستقل تعلیم و تربیت کا تھا۔ اس جامعہ میں جو لوگ مستقل داخل ہوتے تھے۔ وہ اس طریقہ تعلیم سے اسلامی

تعلیمات سیکھتے تھے۔اس جامعہ میں مختلف اوقات میں طلبہ کی تعداد مختلف رہی ہے۔عموماً اس کی تعداد ستر،اسی کے لگ بھگ تھی۔جب کہ بعض اوقات یہ تعداد ایک صد سے بھی بڑھ جاتی تھی۔یہ وہ طلبہ تھے جو مستقل اور باقاعدہ اس جامعہ کے طالب علم تھے اور یہ طلبہ ہاسٹل میں رہائش پذیر تھے۔جب کہ اس کے علاوہ وہ تشنگان علم بھی تھے،جو وقتاً فوقتاً یا بالخصوص صبح وشام کے اوقات میں درس لیا کرتے تھے اور پانچوں وقت آپ ﷺ کے وعظوں ونصائح سے بھی مستفید ہوتے رہتے تھے۔اصحاب صفہ کے معلم اول تو خود رسول اکرم ﷺ تھے۔آپ ﷺ کے علاوہ بھی چند اہل علم صحابہ جن میں خلفائے اربعہؓ،عبداللہؓ بن رواحہ،عبداللہ بن مسعودؓ،معاذ بن جبل،زیدؓ بن ثابت،عبادہؓ بن صامت،عبداللہؓ بن سعید بن عاص وغیرہ شامل ہیں۔جامعہ صفہ میں تدریس دن رات مختلف وقفوں کے ساتھ جاری رہتی تھی۔جس کی مختصر تفصیل حسب ذیل ہے۔

حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز فجر ادا فرما لیتے تو ہم لوگ آپ ﷺ کے پاس بیٹھ جاتے اور ہم میں سے کوئی آپ ﷺ سے قرآن مجید کے بارے میں سوال کرتا،کوئی فرائض کے متعلق پوچھتا اور کوئی خواب کی تعبیر معلوم کرتا تھا۔ ۳۲۔

ایک روایت میں ہے

" حدثنا ابو کامل وابو النضر قالا ثنا زهير حدثنا سماك بن حرب قال سألت جابر بن سمرةؓ اكنت تجالس رسول اللهﷺ قال:نعم كثيرا،كان لا يقوم من مصلاه الذى يصلى فيه الصبح حتى تطلع الشمس فاذا طلعت الشمس قام و كان يطيل، قال ابو النضر:كثير الصمات فيتحدثون فياخذون فى امر الجاهليةفيضحكون ويتبسم،،۳۳۔

(سماک بن حرب نے حضرت جابرؓ بن سمرہ سے پوچھا: کیا آپ رسول اکرم ﷺ کی مجلس میں بیٹھا کرتے تھے؟ تو انہوں نے کہا! ہاں! میں بہت زیادہ آپ ﷺ کی مجلس میں بیٹھا کرتا تھا۔جب تک آفتاب طلوع نہیں ہوتا تھا آپ ﷺ مصلیٰ پر رہتے تھے اور طلوع آفتاب کے بعد اٹھ کر مجلس میں تشریف لاتے تھے اور مجلس کے درمیان صحابہ زمانہ جاہلیت کے واقعات بیان کر کے ہنستے تھے اور آپ ﷺ مسکرا دیتے تھے۔)

اصحاب صفہ انتہائی نادار اور مفلس تھے اس لیے ان میں سے بعض لوگ دن میں شیریں پانی بھر لاتے،جنگل سے لکڑیاں چن کر لاتے اور انہیں بیچ کر جو آمدنی ہوتی اس سے اپنی ضروریات پوری کرتے تھے۔چنانچہ اس مصروفیت کی بنا پر بعض طلبہ صفہ کو دن کے وقت تعلیم حاصل کرنے کا موقع نہیں ملتا تھا چنانچہ ان کے لیے رات کا وقت مقرر کیا گیا تھا۔ ۳۴۔

بعض طلبہ دن رات تعلیم وتعلم میں صرف کیا کرتے تھے چنانچہ امیر المحدثین حضرت ابو ہریرہؓ (جن کی روایات تمام صحابہ سے زیادہ ہیں) کثرت احادیث کی وجہ بتاتے ہوئے فرماتے ہیں:

''لوگ کہتے ہیں کہ ابو ہریرۃ کثرت سے حدیثیں بیان کرتا ہے اللہ ہی ہمارا اور تمہارا محاسبہ کرنے والا ہے اور لوگ کہتے ہیں کہ کیا

وجہ ہے کہ انصار و مہاجرین ابوہریرہؓ کی طرح کثرت سے حدیثیں بیان نہیں کرتے ہیں، میں تمہیں بتاتا ہوں کہ اس کی کیا وجہ ہے؟ ہمارے انصاری بھائی اپنی زمین کی دیکھ بھال (کاشتکاری) میں مصروف رہتے تھے جب کہ ہمارے مہاجر بھائی بازاروں میں اپنے کاروبار میں مشغول رہتے تھے۔ میں محتاج آدمی تھا میرا سارا وقت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں گزرتا تھا پس جس وقت یہ موجود نہ ہوتے تھے۔ میں موجود رہتا تھا اور جن چیزوں کو وہ بھلا دیتے تھے میں محفوظ کر لیتا تھا'' ۳۵۔

جامعہ صفہ کے نصاب میں قرآن و حدیث کو اولیت حاصل تھی گویا قرآن مجید اور اس کی تشریحات فرامین نبوی کو لازمی مضمون کی حیثیت حاصل تھی جب کہ ''امیوں'' کو لکھنے پڑھنے کی مہارت دینے کی کوششیں بھی جاری تھیں جس کے لیے حضرت عبداللہؓ بن سعید بن عاص کی خدمات وقف تھیں وہ اصحاب صفہ کو لکھنا سکھاتے تھے ۳۶۔ نیز جسمانی صحت کو برقرار رکھنے اور دین کے دشمنوں سے مقابلہ کرنے کے لیے نشانہ بازی، شہسواری، تیرا کی اور کشتی رانی پر بھی گاہے بگاہے توجہ دی جاتی تھی۔ ۳۷۔ جامعہ صفہ کے ایک سو سے زائد طلبہ کے ناموں کی فہرست قاضی اطہر مبارک پوری نے درج کی ہے اور لکھا ہے کہ اس جامعہ میں طلبہ کی تعداد بعض اوقات چار سو بھی رہی ہے۔ ۳۸۔

۲) بیت عائشہ......خواتین اکیڈمی

مدینہ منورہ میں سیدۃ عائشہؓ کا مکان بھی خواتین اور بچوں کے لیے ''درسگاہ'' کا کام دیتا تھا۔ گھر میں تعلیم و تعلم کا سلسلہ جاری رہتا تھا۔ بعض اوقات ایسا بھی ہوتا تھا کہ لوگ حضرت عائشہؓ کے حجرے کے سامنے مسجد نبوی میں بیٹھ جاتے۔ دروازے پر پردہ ہوتا اور پردہ کی اوٹ میں سیدہ عائشہؓ بیٹھتیں لوگ سوالات کرتے آپؓ جوابات دیتیں اور کبھی خود ہی حضرت عائشہؓ کوئی مسئلہ بیان کرتیں اور لوگ خاموشی سے سنتے تھے۔ صحابہؓ بیان کرتے ہیں کہ جب بھی ہم سے کوئی مسئلہ حل نہ ہوتا تو ہم حضرت عائشہؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر پوچھتے تو وہ اس مسئلہ کا حل قرآن حدیث سے بتاتی۔ چنانچہ جامع ترمذی میں ہے۔

"عن ابی بردۃ عن ابی موسیٰ قال ما اشکل علینا اصحاب رسول اللہ حدیث قط فسألنا عائشۃ الا وجدنا عندھا منہ علما ۔" ۳۹

(حضرت ابو بردہ، حضرت ابوموسیٰؓ سے بیان کرتے ہیں کہ جب بھی اصحابؓ رسول اللہ ﷺ کو کبھی بھی کسی مسئلہ میں مشکل پیش آئی تو ہم نے اس کے حل کے بارے میں حضرت عائشہ صدیقہؓ کے پاس اس کا علم پایا)۔

بڑے بڑے جلیل القدر صحابہ اور صحابیات کا آپ کے تلامذہ میں شمار ہوتا ہے۔ تابعین محدثین میں سنتالیس محدثہ عورتیں آپ ہی کے حلقہ تعلیم و تربیت سے فیض یاب تھیں۔ ۴۰۔

۳) دار ابی ایوب انصاریؓ

حضرت ابوایوب انصاریؓ کا اسم گرامی خالد بن زید بن کلیب ہے ۴۱۔ بیعت عقبہ میں شریک ہوئے ۴۲۔ رسول اللہ ﷺ نے ہجرت مدینہ کے بعد حضرت ابو ایوب انصاریؓ کے مکان میں سات ماہ تک قیام کیا۔ اس دوران لوگ یہاں آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوتے اور اسلامی تعلیمات سیکھتے تھے۔ ۴۳۔ آپؓ کو رسول اللہ ﷺ سے براہ راست علم سیکھنے کی سعادت عظمی حاصل ہوئی اور آپؓ نے متعدد صحابہ کرامؓ بالخصوص حضرت ابی بن کعبؓ سے بھی علم حاصل کیا ۴۴۔ آپؓ کے تلامذہ میں سے حضرت انسؓ، حضرت عبداللہ بن عباسؓ، حضرت جابر بن سمرہؓ، حضرت مقدام بن معدی کربؓ سمیت متعدد صحابہ کرامؓ اور تابعین کی بڑی تعداد شامل ہے ۴۵۔ حضرت ابو ایوب انصاریؓ کی موطا امام مالک میں آٹھ (۸)، مسند احمد بن حنبل میں ننانوے (۹۹)، جامع صحیح بخاری میں چونسٹھ (۶۴)، صحیح مسلم میں اٹھائیس (۲۸)، سنن ابوداوء د میں بارہ (۱۲)، سنن نسائی میں انیس (۱۹)، جامع ترمذی میں اٹھارہ (۱۸)، سنن ابن ماجہ میں سولہ (۱۶) اور سنن دارمی میں بارہ (۱۲) روایات ہیں۔ ۴۶۔ آپؓ غزوہ بدر، احد اور دیگر تمام غزوات میں شریک ہوئے اور حضرت معاویہؓ کی خلافت کے دور میں ۵۲ھ قسطیطنہ میں یزید بن معاویہ کی امارت میں فوت ہوئے اور قسطنطنیہ کی فصیل تلے اپنی وصیت کے مطابق دفن ہوئے۔ ۴۷۔

چونکہ اسلام علمی مذاق کا حامل دین ہے، جو اس ذوقِ علمی کو اپنے ماننے والوں میں نسل در نسل منتقل کرنے کا حکم دیتا ہے، باوجود اس کے، کہ انقلاب کا اس مختصر دور کو ایک ہنگامی دور سے تعبیر کیا جا سکتا ہے، اور عام طور پر ایسے پُر ہنگام ادوار میں تمام قسم کی ارتقائی اور تربیتی احتیاجات کو پسِ پشت ڈال دیا جاتا ہے، لیکن ان مدارس کے مختصر تعارفی خاکے سے یہ واضح ہوتا ہے کہ خاتم النبیین، شارع ﷺ اِن ہنگامی احوال میں بھی اہلِ اسلام کی تعلیم و تربیت کے لیے باقاعدہ ایک نظام مرتب کیا اور مساجد کے ساتھ ساتھ ''درسگاہیں'' بھی قائم کیں، جو باقاعدہ اور بے قاعدہ دونوں قسم کی تھیں، اگر چہ مسجد ادارۂ علم وعمل کے طور پر آغازِ اسلام سے آج تک اپنا مقام باقی رکھے ہوئے ہے، جسے ہم تعلیمِ بالغاں و نابالغاں کا ابتدائی مرکز قرار دے سکتے ہیں، جہاں جمعۃ المبارک کے خطبات اور دیگر اقسام کے دروس کے علاوہ باقاعدہ مسانیدِ علمیہ قائم کی گئیں، ان درسگاہوں کو مروجہ طور پر دینی درسگاہوں کا نام نہیں دیا جا سکتا، کیونکہ اس وقت مسلمانوں میں دین و دنیا کی دوئی کا کوئی تصور نہیں تھا اور ان درسگاہوں میں فرد و معاشرہ کی روحانی و دنیوی تربیت اور عُمرانی، تکنیکی اور سائنسی ارتقائی فکر کی تعلیم کا مشترکہ اہتمام تھا، کیونکہ ہر قسم کی تعلیم و تربیت کی تہذیبی بنیادیں علمِ وحی سے حاصل کی جاتی تھیں، اب مسلم دنیا میں علمِ وحی سے بے اعتنائی کا رواج ہو، اتو دین و دنیا کی دوئی کا تصور پیدا ہوا، جس کی بنا پر دینی و دنیوی تعلیم کے اداروں کو الگ الگ کر دیا گیا ہے، علوم کی ذیلی وسعتوں کی موجودگی اور مزید تلاش کے باوصف ان میں ہر علمی شعبے کی ضرورت کے تحت الگ جامعہ یا مدرسہ کا قیام نہ صرف سندِ جواز رکھتا ہے بلکہ مستحسن ہے، لیکن ان سب علوم کو علمِ وحی کی بنیادیں مہیا کرنا آج کے اسلامی علوم کے ماہرین کی سب سے اہم ذمہ داری ہے، لہٰذا علوم اسلامیہ کی جدید درس گاہوں کو اپنے طلبا و طالبات کو اسلامی علوم میں مہارت کے بعد جدید علوم کی طرف متوجہ بھی کرنا ہوگا، تا کہ اُس خلا کو پُر کیا جا سکے جو مغرب کے تعلیمی نظام کی الحادی بنیادوں سے پیدا ہو چکا ہے۔

حواشی و حوالہ جات

ا۔ سورۃ الشعراء (۲۶)، ۲۱۴ ۲۔ ندوی۔ معین الدین شاہ۔ تاریخ اسلام (اولین)۔ ص: ۳۹، ادارہ نشریات اسلامی، لاہور

۳۔ سورۃ الحجر (۱۵) ۹۴

۴۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب الصلاۃ، باب المسجد یکون فی الطریق من غیر ضرر بالناس، ح: ۴۷۶، ص: ۴۰، (الکتب الستۃ)، دارالسلام، الریاض، طبع ثالث، ۲۰۰۰ء

۵۔ بخاری، الجامع الصحیح، کتاب الکفالہ، باب جوار ابی بکرؓ فی عھد رسول اللہ ﷺ وعقدہ، ح: ۲۲۹۷، ص: ۱۷۹

۵۔ ابن ہشام، ابو محمد عبدالملک، السیرۃ النبویہ، باب دخول ابی بکر فی جوار ابن الدغنہ ورد جوار علیہ، ج: ۱ ص: ۴۱۱، المکتبۃ العصریہ، بیروت، ۱۹۹۴ء، ۱۴۱۵ھ

۷۔ بخاری، الجامع الصحیح، کتاب الکفالہ، باب جوار ابی بکرؓ فی عھد رسول اللہ ﷺ وعقدہ، ح: ۲۲۹۷، ص: ۱۷۹

۸۔ ابن ہشام، ابو محمد عبدالملک، السیرۃ النبویہ، باب دخول ابی بکر فی جوار ابن الدغنہ ورد جوار علیہ، ج: ۱ ص: ۴۱۱

۹۔ دارِ ارقم۔ حضرت ارقمؓ کا وہ محل ہے جو کوہ صفا کے ساتھ واقع ہے۔ حضرت ارقمؓ (جو کہ بنو مخزوم کے حسین و جمیل نوجوان تھے) نے اپنا یہ محل رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں وقف کر دیا تھا اور اس پر ہشام بن عاص اور اس کے مولیٰ کو گواہ بنایا تھا چنانچہ آپ ﷺ نے حضرت ارقمؓ کی پیشکش قبول فرمائی اور اسے نومسلموں کے لیے ''درس گاہ'' قرار دے دیا یہ دار الاقامہ بھی تھا۔

حضرت ارقمؓ کی کنیت ابو عبداللہ تھی آپؓ نے آغاز اسلام میں ہی اسلام قبول کر لیا تھا آپ کے بیٹے عثمان جو ثقہ محدث تھے کہا کرتے تھے کہ میں ایسے شخص کا فرزند ہوں جنہیں اسلام میں ساتواں درجہ حاصل ہے یعنی میرے والد اسلام قبول کرنے والے ساتویں آدمی تھے۔

(دیکھیئے: حاکم نیساپوری، محمد بن عبداللہ، المستدرک اعلی الصحیحین، تذکرہ ارقم بن ارقم، ج: ۳، ص ۵۷۴، دارالکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، س ن)

۱۰۔ ایضاً، ص: ۵۷۵ ۱۱۔ ابن سعد، محمد، الطبقات الکبری، تذکرہ ارقم بن ابی الارقم، ج: ۳، ص: ۲۴۲، دارالکتب العلمیہ، بیروت، ۱۹۹۷ء، ۱۴۱۸ھ

۱۲۔ طبری، محمد بن جریر، تاریخ الامم والملوک، ج: ۳ ص: ۲۳۰، دارالکتب العلمیہ، بیروت، س ن

13۔ حاکم نیساپوری، محمد بن عبداللہ، المستدرک اعلی الصحیحین، تذکرہ ارقم بن ارقم، ج: ۳، ص ۵۷۴، دارالکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، س ن

۱۴۔ ابن عبدالبر، یوسف بن عبداللہ، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، تذکرہ ارقمؓ، ج: ۱، ص: ۱۳۱، دارالجیل، بیروت، طبع اول، ۱۹۹۲ء

۱۵۔ ابن سعد، طبقات ابن سعد، ج: ۳، ص: ۱۱۵، ۲۷۳، ۴۲۵

۱۶۔ مبارکپوری، اطہر قاضی، خیر القرون کی درس گاہیں اور ان کا نظام تعلیم و تربیت، ص: ۲۷، ادارہ اسلامیات، لاہور، طبع اول، ۲۰۰۰ء، ۱۴۲۱ھ

۱۷۔ ابن ہشام۔ السیرۃ النبویہ، اسلام عمر بن الخطاب، ج: ۱، ص: ۳۸۲ ۱۸۔ ایضا، ج: ۱۔ ص: ۳۸۸ ۱۹۔ ایضاً

۲۰۔ حضرت مصعب بن عمیرؓ جلیل القدر صحابہ کرامؓ میں سے ہیں پہلی ہجرت حبشہ میں شریک ہوئے پھر رسول اللہ ﷺ نے آپؓ کو مدینہ منورہ میں معلم بنا کر بھیج دیا تھا۔

''بعث رسول اللہ ﷺ معھم مصعب بن عمیر بن ہاشم بن عبد مناف بن عبدالدار بن قصی وامرہ ان یقرأھم القرآن ویعلمھم الاسلام ویفقھھم فی الدین مکان

لیسمی المقرئ بالمدینۃ معصب وکان منزلہ علی أسعد بن زرارہ بن عدس'' (ابن ہشام، سیرۃ النبویہ، ج:۲،ص:۴۸۔۴۷)

۲۱۔ ابن قیم، زاد المعادفی ھدی خیرالعباد،محققہ،شعیب الارنوط،عبدالقادر الارنوط، ج:۱، ص: ۱۰۰۔۹۷ ؛جمعیۃ احیاء التراث الاسلامی،مئوسستۃ الرسالۃ،طبع تاسعۃ والعشر ون،۱۹۹۶،۱۴۱۶ھ

۲۲۔ الجزری ابن الاثیر، اسد الغابہ، تذکرہ رافع بن مالک، ج:۲ ،ص:۱۵۷،تہران،س ن

۲۳۔ بخاری، الجامع الصحیح، کتاب مناقب الانصار، باب مناقب معاذ بن جبلؓ، ح:۳۸۰۶،ص:۳۰۹

۲۴۔ ابن ہشام، السیرۃ النبویہ، العقبۃ الاولیٰ ومصعب بن عمیرؓ، ج:۲۔ص:۴۸۔۴۷

۲۵۔ ابن ہشام، السیرۃ النبویہ، ج:۲، ص:۷۰۔۷۱

۲۶۔ حضرت اسعد بن زرارہؓ وہی شخص ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ حضرت عباسؓ کے ہمراہ بیت عقبہ ثانیہ لینے لگے اور انصاری صحابہؓ بیت کے لئے اٹھے تو حضرت اسعد بن زرارہؓ نے آپ ﷺ کا ہاتھ مبارک پکڑ لیا اور کہا اے اہل یثرب! ذرا صبر سے کام لو اور دیکھو ہم نے آپ ﷺ کی طرف اس لئے سفر کیا ہے کہ ہمیں یقین ہیں کہ آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں مگر آپ ﷺ کو یہاں سے لے جانے میں سارے عرب کی دشمنی مول لینا ہے اس میں ایک ایسا وقت آ سکتا ہے کہ تم پر تلواریں چلیں گیں اور تمہارے پسندیدہ اور بہتر لوگ قتل ہونگے اگر یہ سب تکلیفیں سہنے کے لئے تیار ہو تو آپ ﷺ کو ساتھ لے چلو تو اس کا اجر اللہ تعالی سے پاؤ گے اور اگر تم ڈرتے ہو کہ یہ بوجھ نہیں اٹھا سکو گے تو آپ ﷺ کو یہیں رہنے دو اور تم اللہ تعالی کے نزدیک معذور سمجھے جاؤ گے، انصاری صحابہؓ، آپؓ کی یہ تقریر سن کر بولے کہ اپنا ہاتھ پیچھے ہٹاؤ! اللہ کی قسم! ہم اس بیعت سے پیچھے نہیں ہٹیں گے اور نہ ان کو واپس کریں گے چنانچہ ایک ایک کر کے انصاری صحابہؓ آتے رہے اور بیعت کرتے رہے اور آپ ﷺ ان کو جنت کی بشارت دیتے رہے۔

یاد رہے کہ حضرت اسعد بن زرارہؓ بیعت عقبہ ثانیہ میں شریک ستر آدمیوں میں سے سب سے چھوٹے آدمی تھے (احمد بن حنبل، مسند احمد، مسند جابر بن عبداللہؓ؛ حاکم، المستدرک، محمد بن عبدالوھاب، سیرت الرسول ﷺ، اردو ترجمہ حافظ محمد اسحاق، ص:۲۷۲، جامعہ علوم الاثریہ، جہلم، طبع چہارم، ۱۹۹۹ء/۱۴۲۰ء)

۲۷۔ علی متقی ہندی، علاء الدین (م ۹۷۵ھ)، کنز العمال، محققہ محمود عمر الدمیاطی، ح:۳۷۵۶۱، مجلد:۷، جزو:۱۳،ص:۲۶۲،نشر و سنہ ملتان، س ن

۲۸۔ مبارکپوری۔ اطہر قاضی۔ خیر القرون کی درس گاہیں۔ ص:۳۷

۲۹۔ ایضا

۳۰۔ بخاری، الجامع الصحیح۔ کتاب الادب۔ باب رحمۃ الناس والبھائم۔ ح:۶۰۰۸، ص:۵۰۸، ایضاً، کتاب الاذان۔ باب الاذان للمسافرین، ح: ۶۳۱،ص:۵۱،

مسلم، صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب من احق بالامامۃ، ح:۱۵۳۵، ۶۸۲، دارالسلام الریاض، طبع ثالث، 2000ء/1421ھ

۳۱۔ بخاری، الجامع الصحیح، کتاب العلم، باب تحریص النبی ﷺ وفد عبدالقیس، ح:۸۷،ص:۱۰، ایضا، کتاب الایمان۔ باب اداء الخمس من الایمان۔ ح:۵۳،ص:۶

۳۲۔ محمد بن محمد بن سلیمان الفاسی، جمع الفوائد من جامع الاصول، کتاب العلم، ج:۱،ص:۴۸، مکتبہ اسلامیہ، سمندری، لائلپور (فیصل آباد)، س ن

۳۳۔ احمد بن حنبل، المسند، مسند جابر بن سمرہؓ، ح:۲۱۱۲۲، ج:۹،ص:۳۳۷، (مترجم: محمد ظفر اقبال) مکتبہ رحمانیہ، لاہور، س ن

۳۴۔ ایضاً، مسند انس بن مالک، ح:۱۱۹۹۴

۳۵۔ بخاری، الجامع الصحیح، کتاب العلم، باب حفظ العلم، ح:۱۱۸، ؛مسلم، صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابۃ، باب فضائل ابی ہریرۃ، ح:۲۴۹۲

۳۶۔ ابن الاثیر، الجزری، اسد الغابۃ، تذکرہ عبداللہ بن سعید بن عاص، ج:۳،ص:۱۷۵

عہد نبوی کے مدارس کی مختصر تاریخ

۳۷۔ مبارکپوری، اطہر قاضی، خیر القرون کی درس گاہیں، ص: ۱۵۸ ۳۸۔ ایضاً

۳۹۔ ترمذی، محمد بن عیسیٰ، جامع ترمذی، ابواب المناقب، باب من فضل عائشہؓ ح: ۳۸۸۳، ص: ۲۰۴۹، (الکتب الستہ)، دارالسلام، الریاض، طبع ثالث، ۲۰۰۰ء

۴۰۔ زاہدہ شبنم، ڈاکٹر، محدث صحابیاتؓ کی مرویات کا تحقیقی مطالعہ، مقدمہ مقالہ دکتورہ (Ph.D)، لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی، لاہور، ۲۰۰۹ء

۴۱۔ حاکم، المستدرک، ج: ۳، ح: ۵۹۲۹/۵۹۲۸، ص: ۵۱۸ ۴۲۔ ایضا

۴۳۔ ابن حجر عسقلانی، احمد بن علی، الاصابہ فی تمیز الصحابہ، ج: ۲، ص: ۹۰۔۸۹، دارالکتب العلمیہ، بیروت، س ن

۴۴۔ ایضا ۴۵۔ ایضا ۴۶۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ج: ۳، ص: ۳۷۰۔۳۶۸